ایم محمد حسین صاحب ایم۔ اے فاضلِ دیوبند شرقپور

غلو فی الدین

دین اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے اور مسلمان اسے بڑے فخر سے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ اس نے تاریخ میں پہلی مرتبہ نہ صرف یہ کہ دنیا کو انسانیت کے احترام کے متعلق ایک نیا تصور دیا بلکہ اس کے عملی نفاذ کی صورتیں بھی مقرر کیں۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے انسان کو زمین پر خدا کا خلیفہ، مسجودِ الملائکہ اور اشرف المخلوقات قرار دیا۔ اسے بتایا کہ انسان وہ مرکزی نقطہ ہے جس کے اردگرد ساری کائنات گھومتی ہے۔ اس نے ایک ایک کر کے ان تمام تصورات و نظریات کی بیخ کنی کر دی جن میں انسانیت کی تحقیر و اہانت کا کوئی شائبہ بھی پایا جاتا تھا۔ اسلام کے نظریۂ توحید میں جو حکمتیں اور مصلحتیں مضمر ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نظریہ نے انسان کو اس کے مرتبہ و مقام کا احساس دلایا۔ اسے غلامی کی ان زنجیروں سے آزاد کر دیا جن میں اس کا رؤاں رؤاں جکڑا ہوا تھا، وہ تمام آستانے توڑ ڈالے جن کے سنگ ہائے در پر اس کی پیشانی صدیوں سے گھس رہی تھی، وہ تمام بتکدے پاش پاش کر دیئے جن میں رکھے ہوئے دولت، اقتدار، خاندان اور تقدس کے نامعلوم بتوں کی وہ پرستش کر رہا تھا۔ عقیدت کے وہ تمام گھروندے مسمار کر ڈالے جن کے تانے بانے میں الجھ کر اس نے اپنی عزتِ نفس کو مجروح کر لیا تھا۔ عزتِ نفس کا یہی وہ احساس تھا اور ذہن و روح کی یہی وہ آزادی تھی جس کے نشہ میں قرونِ اولیٰ کا ہر مسلمان سرشار تھا۔ نہ تخت و تاجِ کسریٰ کا جاہ و جلال اسے مرعوب کر سکتا تھا نہ ہی جبہ و دستار کا تقدس اس کی گردن کو جھکا سکتا تھا۔

اسلام نے لوگوں کے ذہن سے ایک ایک کر کے ہر اس نقش کو کھرچ ڈالا جو انسان کی غلامی کا پتہ دیتا تھا۔ غلامی و بندگی کے ان ناسوروں سے جو انسانیت کی گہرائی جسم و روح اور قلب و ذہن

تک محیط تھی، وہ دین و روحانیت کے نام پر چھایا جانے والا اسرہے - اس کا اسیر ایسا خوگر بندگی ہوتا ہے کہ خانقاہی طلسم اس کو ہمیشہ میٹھی نیند سلائے رکھتا ہے - اسلام نے اس بندھن کی ایک ایک گرہ کو کھول دیا - یہود و نصاریٰ کی اسی فسوں زدگی کو بیان کرتے ہوئے قرآنِ مجید فرماتا ہے کہ:

"اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم"

یعنی انہوں نے اپنے علماء و صوفیاء اور مسیح ابن مریم کو ارباب من دون اللہ ٹھہرا لیا - اسی خطرہ کے پیشِ نظر اسلام نے تمام انبیاء و رسل کی سیرتوں کے ضمن میں ان کی عبدیت و بشریت اور اس کے لوازمات کا بھی ذکر کر دیا اور جن لوگوں نے ان میں سے کسی کو خدا کا بیٹا یا خدا کا ایک حصہ قرار دے رکھا تھا، بڑے واضح الفاظ میں ان کی تردید و تکفیر کی، حضرت مسیح علیہ السلام اپنی خارقانہ ولادت اور خصوصی معجزات کی وجہ سے خاص طور پہ انسانوں کے لئے آزمائش بن گئے - ان کے ماننے والوں نے انہیں کیا سے کیا بنا دیا - اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق سورۂ مائدہ میں نصاریٰ کو بار بار تاکید کی کہ "لا تغلوا فی دینکم" یعنی انہیں خدا، خدا کا بیٹا، خدا کا اوتار یا خدا کا حصہ قرار دے کر دین میں غلو کا ارتکاب نہ کرو، وہ خدا کے بندے انسان اور زندگی کے لئے کھانے کے محتاج تھے - نبی علیہ السلام نے اس کا یہاں تک اہتمام فرمایا کہ آقاؤں کو مولیٰ اور غلاموں کو عبد کہہ کر پکارنے سے منع کر دیا کہ اس سے بوئے آقائی و بندگی آتی تھی صرف سید اور فتیٰ کہنے کی اجازت دی - آپ کی تشریف آوری پر لوگ کھڑے ہونے لگے تو فرمایا:

"لا تقوموا کالاعاجم"

کہ "تعظیم و اجلال کی یہ صورت عجم کی مشرکانہ رسوم و آداب میں شامل ہے، اس لئے اس سے گریز کیا کرو" ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "جس کے دل میں یہ خواہش ہو کہ لوگ اس کے لئے تعظیماً کھڑے ہوں، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھے"

مگر داد دیجئے موجودہ صدی کے نام نہاد مجدد کے تفقہ فی الدین کی کہ اس نے انبیاء سے گزر کر اولیاء کی تعظیم و تکریم کے لئے احداث فی الامر کی، جس کو حضور نے مردود بنایا، صریحاً اجازت دی ——— ارشاد ہوتا ہے:

"افعالِ تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہ احداث کشادہ ہے، جس طرح چاہیں محبوبانِ خدا جن میں شیخ عبدالقادر بھی شامل ہیں اور جن کا نام سن کر حضور کی طرح

انگوٹھے کو بوسے دینے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تھا، کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو، جیسے سجدہ!"

گویا سجدہ کو چھوڑ کر بصورتِ رکوع تعظیماً کسی کے سامنے جھکنا، کسی کے آستانہ کا طواف کرنا اور سنگ ہائے آستان کو بوسہ دینا وغیرہ سب مباح و جائز، کیونکہ بقول آپ کے ان خاص صورتوں کی شرعاً ممانعت نہیں آئی۔

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے:

"حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور اقدس و انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثِ کامل و نائب تام و آئینۂ ذات ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال و جلال و کمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذاتِ عزت و احدیت مع جملہ صفات و نعوت جلالت آئینۂ محمدی میں تجلی فرما ہے۔ تعظیمِ غوثیت عین تعظیمِ سرکار ہے اور تعظیمِ سرکارِ رسالت عین تعظیم حضرتِ عزت ہے"

عبارت کے الفاظ پر بار بار غور کیجئے اور اندازہ لگائیے کہ یہود و نصاریٰ سے "حذو النعل بالنعل" مطابقت کرتے ہوئے کس طرح شرک اور غلو فی الدین کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اولیاء کو صرف انبیاء کے مقام پر ہی کھڑا نہیں کیا جا رہا بلکہ ان کی تعظیم کو عین تعظیم خدا قرار دیا جا رہا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے صحابہ کو جو باجماعِ امت تمام مخلوق بشمولِ اولیاء سے افضل و برتر ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

"ایکم مثلی اللہ یطعمنی و یسقینی"

کہ "صوم وصال کی صورت میں میرا اللہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، تم میری برابری نہیں کر سکتے"

مگر یہاں مائۃ حاضرہ کا مجدد اور عشقِ نبی کا ڈھنڈورا پیٹنے والا فاضل بریلوی سید عبدالقادر جیلانیؒ کو حضورؐ کی جمیع صفاتِ جلال و جمال و افضال کا مظہر اور ان کا آئینہ ذات بتا رہا ہے! ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معصوم و محفوظ بنایا ہے کیا سید عبدالقادر جیلانی بھی آپؐ کی اس صفت کے مظہر و آئینہ ہیں اور وہ بھی آپؐ ہی کی طرح معصوم و محفوظ عن الخطا ہیں؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عساکرِ اسلامی کے سپہ سالار کی حیثیت سے کفار کے ساتھ متعدد لڑائیاں لڑیں، کیا سید عبدالقادر جیلانیؒ سے اس باب میں آپؐ کی نیابتِ تامہ اور وراثتِ کاملہ

کا کوئی عملی اظہار ثابت ہے؛

قرآنِ مجید میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ:

"فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فی ما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما"

"جب تک دعویٰ ایمان رکھنے والے آپس کے تنازعات میں آپؐ کو حکم نہ مان لیں اور پھر آپؐ کے فیصلوں پر اس طرح گردن نہ ڈال دیں کہ ان کے دلوں میں ان کے فیصلوں پر کسی قسم کی تنگی و رنجش تک نہ ہو اس وقت تک وہ مومن نہیں ہو سکتے"

کیا ان کے نزدیک سید عبد القادر جیلانیؒ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفتِ کمال و افضال کے بھی حامل ہیں؛ اگر ایسا ہی ہے تو حنفی بن کر انہوں نے خود کیوں ان کے فیصلوں سے گریز و اجتناب کیا، کیا اس سے ان کے ایمان و اسلام پر کوئی زد نہیں پڑتی؛

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح عبد اللہ بن سبا نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں شیعیت کو فروغ دیا، حضرت علیؓ کے بارہ میں غالیانہ عقیدے اختراع کر کے صحابہ کرامؓ کی عظمت و شرف کو ہدف بنایا تاکہ اسلام کے اس سلسلۃ الذہب کی کڑیوں ہی کو ختم کر دیا جائے، اسی طرح برصغیر میں رضا احمد خاں نے حنفیت و سنیت کے پردہ میں بدعت و احداث کو فروغ دیا۔ اولیاء و انبیاء کے بارہ میں غالیانہ عقیدے اختراع کر کے ان تمام خرافات کے دروازے کھول دیئے جن کا یہود و نصاریٰ نے ارتکاب کیا تھا اور جن سے مسلمانوں کو خبردار کرنے کے لئے قرآنِ مجید کے صفحات کے صفحات وقف کر دیئے گئے۔ حضورؐ نے اپنی امت کو وصیت کی تھی کہ:

"لا تطرونی کما اطرت الیہود والنصاریٰ"

کہ مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء کو بڑھایا تھا!

مرض الموت میں بڑے کرب سے فرمایا:

"لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد"

کہ "اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا"

اپنے لئے دعا فرمائی کہ:

"اللّٰھم لا تجعل قبری وثنا یعبد"

کہ اے اللہ، میری قبر کو پرستش گاہ نہ بنانا"

مگر صادق و مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو پیش گوئی فرمائی تھی کہ تم شبراً شبراً یہود و نصاریٰ کے نقشِ قدم پر چلو گے، پوری ہو کر رہی۔ چنانچہ اس امت کا ایک نام نہاد مجدد اعلان کر رہا ہے کہ سید عبدالقادر میں حضور مع اپنی جمیع صفات جمال و جلال و کمال و افضال متجلّی ہیں، اور جس طرح ذات عزت و احدیت مع جملہ صفات و نعوت جلالت آئینۂ محمدی میں تجلی فرما ہے"۔ ——— اس صغریٰ و کبریٰ کو ملائیے تو نتیجہ یہ بنے گا کہ سید عبدالقادر جیلانی اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات و نعوت جلالت کا مظہر ہیں۔

لقد جئتم شیئا ادا ہ تکاد السموٰت ان یتفطرن منہ و

تخر الجبال ھدا ہ ان دعوا للرحمٰن ولدا